www.rahimia.org

قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ السَّعِید
بانی : حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد رائے پوری** مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیرِ اعلیٰ : حضرت اقدس مولانا مفتی **عبدالخالق آزاد رائے پوری** جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

مارچ 2024ء / شعبان المعظم / رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ • جلد نمبر 16 ، شمارہ نمبر 3 • قیمت : 30 روپے • سالانہ ممبرشپ : 350 روپے

مجلسِ ادارت

سرپرست : ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر : مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر : محمد عباس شاد

ترتیبِ مضامین

- دشمن کے منفی رویوں کو سمجھنا اور نظم و نسق کی پابندی
- رمضان المبارک کا روزہ چھوڑنے کا نقصان
- حضرت رافع بن خدیج بن رافع بن عدی رضی اللہ عنہ
- فاسد نظام کی آلۂ کار انتخابی سیاست کا بھیانک چہرہ: الیکشن 2024ء
- صفاتِ الٰہیہ میں غور و فکر سے متعلق احادیثِ قدسیہ
- مامون الرشید کا علمی ذوق
- الیکشن کے بعد
- عالمی سیاسی عدمِ استحکام میں ملوث امریکی سازش
- زمان و مکان سے تجلیاتِ الٰہی کا تعلق
- رمضان المبارک کی دو اہم خصوصیات
- اوقات کی تاثیرات کا حکمت و فلسفہ
- استقبالِ رمضان کی ضرورت و اہمیت
- احکام و مسائل رمضان المبارک
- قیامِ رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ / 2024ء
- نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ — مسندِ نشینِ ثانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

”زمین داروں میں تکبر بہت آ گیا تھا۔ گاڑھوں (کی قوم) کو بھی ذلیل سمجھتے تھے۔ گوجروں کو بھی ایسا ہی (حقیر) سمجھتے تھے اور چماروں کو تو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ اس کے ردِ عمل میں دوسری قومیں (برادریاں) بھی اپنی ترقی اور تنظیم (کی جانب توجہ) کر رہی ہیں اور اس میں بہت غلو (مبالغہ) سے کام لے رہی ہیں۔ زمین داروں کے علاوہ دوسرے مسلمانوں میں بھی (دوسروں پر) طعن و تشنیع (بُرا بھلا کہنا) بہت آ گیا ہے۔

اس لیے (ہوسکتا ہے کہ) خواہ قوتِ بیانیہ (وضاحت سے بیان کرنے کی طاقت) نہ ہونے کی وَجہ سے میں (لمبے چوڑے) دلائل سے ثابت اور (دوسروں کو ساکت (مطمئن) نہ کرسکوں، مگر کچھ وِجدان (یقین) سا ہوتا ہے کہ اگر یہ انقلاب (سماج میں تبدیلی) ہے اور ایسا ہی کچھ معلوم بھی ہو رہا ہے تو ضروری ہے کہ ایسے حالات پیش آئیں جو (بالائی حلقوں کو) سخت ناگوار (محسوس) ہوں“۔

(۱۶ر رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ / 14ر اگست 1946ء، مقام: رائے پور)
(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 150، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

www.rahimia.org

درسِ قرآن

تفسیر: شیخ التفسیر مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

دشمن کے منفی رویوں کو سمجھنا اور نظم و نسق کی پابندی

گزشتہ آیات (البقرہ: 104 تا107) میں یہ واضح کیا گیا کہ بنی اسرائیل کے یہودی اس حد تک انحطاط، ذلت اور غضبِ الٰہی کے مستحق ہو چکے ہیں کہ اب اُن کا تحریف شدہ دین منسوخ کیا جانا ضروری ہے۔ زمانہ بدلنے اور رسول ﷺ کی آمد پر نئے دین اور نظم و ضبط پر مبنی نئے نظام کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو یہودیوں کے عادات و اطوار سے دور رہنے کی ضرورت ہے۔ ان کی طرف جھکاؤ اور میلان اختیار کرنا درست نہیں ہے۔

ان آیات (البقرہ: 109-108) میں مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ وہ دشمن کے منفی رویوں خاص طور پر یہودیوں کی غلط عادات کو سمجھیں۔ وہ اُن کی غلط عادات اور رویے اختیار کر کے ایمان کے بجائے کفر کا راستہ مت اختیار کریں۔ اس لیے کہ وہ تمھارے ساتھ بڑا حسد رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دینِ حق کو چھوڑ کر تم مرتد ہو جاؤ۔

اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَـكُمۡ كَمَا سُئِلَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ (کیا تم مسلمان بھی چاہتے ہو کہ سوال کرو اپنے رسول سے جیسے سوال ہو چکے ہیں موسیٰ سے اس سے پہلے): مدینہ میں آپ ﷺ کی آمد سے پہلے اَوس اور خزرج کے لوگ یہودِ مدینہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی آمد کے بعد یہودی انھیں دینِ اسلام سے روکنے کے لیے طرح طرح کے شبہات اور سوالات سجھاتے تھے۔ مسلمانوں کے دل میں یہ سوال بھی ڈالا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ہمیں حکومت اور خلافت کی صورت میں نصرتِ الٰہی کب تک ملے گی، تا کہ ہمیں اطمینان ہو جائے۔ اسی طرح کے مختلف شکوک و شبہات اور سوالات پیدا کیے جاتے تھے۔

اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ تمھارا اپنے رسول ﷺ سے ایسے سوالات کرنا بالکل اُسی طرح ہے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان یہودیوں نے شکوک و شبہات پیدا کرنے والے سوالات کیے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ''سورت النساء'' میں فرمایا: ''تجھ سے اہلِ کتاب سوال کرتے ہیں کہ تُو اُن پر اُتار لاوے لکھی ہوئی کتاب آسمان سے، سو مانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بھی بڑی چیز، اور کہا: ہم کو دکھلا دے اللہ کو بالکل سامنے''۔ (4-النساء: 153) زیرِ نظر آیت میں مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ جس طرح یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اُلٹے سیدھے سوالات اور شکوک و شبہات کر کے کفر کا راستہ اختیار کر چکے ہیں، کیا تم بھی ایسا ہی کفر کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہو؟ یاد رکھو:

وَمَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ (اور جو کوئی کفر لیوے بدلے ایمان کے تو وہ بہکا سیدھی راہ سے): کسی سوال کے جواب کو پورے عقل و شعور کے ساتھ نہ سمجھنا اور اپنے شک اور شبہ پر اصرار کرنا دراصل کفر کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ یہودیوں نے یہی طرزِ عمل اختیار کیا۔ مسلمانوں کو اس سے روکا جا رہا ہے۔ چناں چہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ فرماتے ہیں: ''یہودیوں کی باتوں پر ہرگز اعتماد نہ کرنا۔ جس کسی کو یہودیوں کے شبہ ڈالنے سے شبہ پڑ گیا، وہ کافر ہوا۔ اس کی احتیاط رکھو اور یہود کے کہنے سے تم اپنے نبی کے پاس شبہ نہ لاؤ، جیسے وہ اپنے نبی کے پاس لاتے تھے''۔ اور ایمان کے بدلے میں کفر اختیار کرنا بہت بڑی گمراہی کا راستہ ہے۔

وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا ۖۚ (دل چاہتا ہے بہت سے اہلِ کتاب کا، کہ کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر بنا دیں): دراصل ایسے سوالات اور شکوک و شبہات پیدا کر کے یہودیوں کی یہ بڑی آرزو اور تمنا ہے کہ کسی طرح مدینہ میں ایمان لانے والے لوگ اپنا دین چھوڑ کر مرتد ہو جائیں اور آپ ﷺ کی مدینہ منورہ آمد سے پہلے جس طرح یہودیوں کی علمی اجارہ داری قائم تھی، اور مسخ شدہ یہودی تعلیمات کے ذریعے سے وہ مفادات اُٹھا رہے تھے، اسی طرح بدستور مدینہ کے لوگوں کو اپنے مقاصد اور مفادات کے لیے استعمال کرتے رہیں۔

حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَـقُّ ۚ (بہ سبب اپنے دلی حسد کے، بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ان پر حق): اصل بات یہ ہے کہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف بڑا حسد اور بغض ہے، حال آں کہ ان پر دینِ حق بالکل ظاہر ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود یہ اپنی بداخلاقی اور انسان دشمنی سے باز نہیں آتے اور مدینہ منورہ میں رہنے والے لوگوں کی ترقی سے دلوں میں حسد، کینہ اور نفرت کے جذبات رکھتے ہیں۔

فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (سو تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ، جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے): جب مسلمانوں نے یہودیوں کی ان قبیح عادات اور اطوار اور منفی رویوں کو اچھی طرح سمجھ لیا، خاص طور پر اُن کے حسد، کینہ اور بغض سے واقفیت ہو گئی تو مسلمانوں کا ارادہ اُن سے لڑائی لڑنے اور جھگڑا کرنے کا ہوا، اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے دُنیاوی مصلحت اور تنظیمی حکمتِ عملی کے طور پر مسلمانوں کو حکم دیا کہ یہودیوں کی ان حرکتوں کو نظرانداز کرو، اُن کے منفی رویوں کا خیال دل میں لا کر پریشان مت ہو۔ فی الحال درگزر کرو، یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ان سے لڑائی کا واضح حکم آ جائے۔ ایک وقت آئے گا، جب ان کی طرف سے کھلے طور پر میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی اور اپنے حلف سے غداری کے نتیجے میں جھگڑے اور لڑائی کی نوبت آئے گی، اُس وقت ان سے جہاد کرنا ضروری قرار پائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ان آیات میں مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ انسانیت دشمن قوموں اور غضبِ الٰہی کے مستحق مذاہب کی منفی عادات و اطوار اور رویوں سے علمی اور فکری طور پر شعوری آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ اُن کے جاہلانہ سوالات سے اپنے دین کے نظام پر شکوک و شبہات نہیں پیدا کرنے چاہئیں۔ پورے فہم اور شعور کے ساتھ اپنے انسانیت دوست دینی نظام کی سمجھ اور اس پر اعتماد ہونا ضروری ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ نظم و ضبط اور ڈسپلن برقرار رکھنا بھی ضروری ہے۔ دشمن کے رویوں کو سمجھنے کے بعد جذباتی طور پر لڑائی جھگڑے پیدا کرنا اور نظم و ضبط کے بغیر نجی جنگ جوئی اختیار کرنا درست نہیں، بلکہ اپنے داخلی نظم و نسق پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، جس کی وضاحت اگلی آیات میں ہے۔

www.rahimia.org

درسِ حدیث

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

رمضان المبارک کا روزہ چھوڑنے کا نقصان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ رضی اللہ عنہٗ ـ رَفَعَهُ: ’’مَنْ أَفْطَرَ يَوْماً فِي رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ، وَإِنْ صَامَهُ‘‘.

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مرفوع روایت ہے کہ: ’’جس نے رمضان میں کسی عذر اور بیماری کے بغیر روزہ چھوڑ دیا، اگر وہ ساری زندگی روزے رکھتا رہے، پھر بھی وہ اس کی فضیلت کو نہیں پا سکتا‘‘۔) (صحیح بخاری، حدیث:1935)

انسان اپنی طبیعت کی بے اعتدالی کی وَجہ سے گناہ کرتا ہے، جس سے اس کی روحانیت متأثر ہوتی ہے۔ سال بھر کی بے اعتدالی بہت بڑا بوجھ اور خدا سے دوری کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس مرض کا علاج اور گناہوں کے بوجھ سے جان چھڑانے کا بہترین ذریعہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہے۔ مؤمن کی زندگی میں رمضان کے مہینے کا آنا' اللہ کی طرف سے ایک بہت بڑا تحفہ ہوتا ہے، اس کی قدر کرنی چاہیے۔ فرض روزے کی ادائیگی ایسا مبارک عمل ہے، اگر اسے مطلوبہ شرائط کے ساتھ اختیار کیا جائے تو یہ طبیعت کی بے اعتدالی، گناہوں کے بُرے اَثرات سے نجات اور جسمانی قوت کی بحرانی حالت کو کنٹرول کرنے میں مددگار بن سکتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: ’’روزہ رکھا کرو! اس کی مثل کوئی عمل نہیں‘‘ (سنن نسائی)۔ اس ریاضت سے انسان میں نیکی کی طرف رُجحان، عبادات کا شوق اور گناہوں سے بے رغبتی اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے روزے کی فرضیت کے حکم کے ساتھ قرآن میں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کہا گیا ہے کہ اس عمل سے توقع کی جاسکتی ہے کہ تم میں تقویٰ کی خوبی پیدا ہوجائے، جس کے نتیجے میں ایک مؤمن کے لیے اللہ کی طرف بڑھنے کا راستہ آسان ہوجاتا ہے، جو اس کے لیے دنیا و آخرت کی فلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔

سابقہ تمام شریعتوں میں روزہ فرض کیا گیا تھا۔ ہماری شریعت میں رمضان کا مہینہ روزوں کی فرضیت کا ہے، اس کا پورا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس میں غفلت سے انسان بہت نقصان کر بیٹھتا ہے۔ زیرِنظر حدیث کے مطابق اگر کوئی شخص بغیر کسی شرعی عذر اور بیماری کے' ماہِ رمضان المبارک کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیتا ہے تو اس کے بعد اگر وہ زندگی بھر بھی روزے رکھے، تو اس سے اس نقصان کا ازالہ نہیں ہوسکتا، جو ایک روزہ چھوڑنے سے ہوچکا ہوتا ہے۔ اس لیے بغیر کسی عذر اور نہایت مجبوری کے' رمضان کے روزے نہیں چھوڑنے چاہئیں، بلکہ ہر ممکن حد تک اس فریضے کی ادائیگی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

رمضان المبارک کے روزے ان احتیاطی تدابیر اور ہدایات کی روشنی میں رکھنے چاہئیں جو ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ملی ہیں۔ اس ریاضت سے انسان کو نہ صرف پچھلے گیارہ ماہ، بلکہ زندگی بھر کے گناہوں کی نحوست سے اپنا دامن چھڑانے کا موقع میسر آجاتا ہے اور آئندہ کے گیارہ ماہ بھی نیکیاں کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

صحابہؓ کا ایمان افروز کردار

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

حضرت رافع بن خدیج بن رافع بن عدی رضی اللہ عنہ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہٗ اَنصاری صحابی ہیں۔ آپؓ بڑے جلیل القدر عالم و فاضل، بلند مرتبے کے مالک تھے۔ آپؓ کا شمار صغار (چھوٹے) صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپؓ السّابقون الاوّلون میں سے ہیں۔ آپؓ قبیلہ اَوس کی شاخ بنوحارثہ کے سردار تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ سے قبل آپؓ گیارہ سال کی عمر میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی محنت و دعوت سے حلقہ بہ گوشِ اسلام ہوئے۔ کم سنی کی وجہ سے معرکۂ بدر میں شرکت نہ کرسکے، البتہ جنگِ اُحد اور اس کے بعد کی تمام جنگوں میں شریک ہوئے اور عہدِ خلفائے راشدینؓ میں بھی دینی، علمی اور سماجی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جنگِ صفّین میں حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کے ہم رکاب تھے۔ زراعت اور کھیتی باڑی کے کاموں میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ باہم شریک رہتے تھے۔

غزوۂ اُحد میں مغرب کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ سے باہر ’’مسجد شیخین‘‘ کے مقام پر اپنی جماعت کا فوجی معائنہ کیا۔ بچوں میں سے حضرت رافعؓ کو ساتھ جانے کی اجازت ملی، لیکن حضرت سمرہ بن جندبؓ کو اجازت نہ ملی۔ پہلے تو آپؐ نے حضرت رافعؓ کو بھی کم سن سمجھ کر جنگ سے واپس بھیجنا چاہا مگر رافعؓ اپنا قد بلند دکھانے کے لیے پیوند زدہ جوتوں میں اپنی انگلیوں پر کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کا معائنہ کیا تو ان کو اجازت دے دی۔ حضرت سمرہؓ نے بھی اپنے والد مری ابن سنانؓ سے کہا: بابا جان! رسول اللہؐ نے رافع کو اجازت دی ہے اور مجھے واپس بھیج دیا، حال آں کہ میں رافع کو کُشتی میں پٹک دیتا ہوں۔ مریؓ نے رسول اللہ سے گزارش کی تو آپؐ نے دونوں کی کُشتی کرائی۔ حضرت سمرہؓ نے حضرت رافعؓ کو گرا دیا تو آپؐ نے ان کو بھی ساتھ چلنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اس طرح یہ دونوں چھوٹی عمر میں ہی مسلمانوں کے ساتھ غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے۔ حضرت رافعؓ سے 78 احادیث مروی ہیں، جو سب کی سب قوی ہیں۔ آپؓ سے جلیل القدر صحابہؓ و تابعینؒ نے احادیث روایت کیں۔ آپؓ اپنی زندگی میں زیادہ تر علمی سرگرمیوں مشغول رہے۔

غزوۂ اُحد یا حنین میں حضرت رافعؓ کی چھاتی پر تیر لگا تو آپؓ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تیر جسم سے باہر نکال دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: رافع! چاہو تو تیر بمع دستے کے نکال دیتا ہوں، چاہو تو صرف تیر نکال دوں اور دستہ جسم میں پیوست رہنے دوں اور میں روزِ محشر تمھاری شہادت کا گواہ ہوں گا تو حضرت رافعؓ نے عرض کیا: صرف تیر نکال دیں اور دستہ جسم میں پیوست رہنے دیں اور میری شہادت پر گواہ رہیں۔ چناں چہ ایسا ہی رہنے دیا گیا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں حضرت رافعؓ کا زخم ہرا ہوگیا، جس سے آپؓ کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت آپؓ کی عمر 86 برس تھی۔ جنت البقیع میں آپؓ کو دفن کیا گیا۔

www.rahimia.org

فاسد نظام کی آلۂ کار انتخابی سیاست کا بھیانک چہرہ: الیکشن 2024ء

گزشتہ ماہ 8/فروری کو ملکی آئین سے منحرف نگران حکومت کے تحت ملک میں 2024ء کے عام انتخابات ہوئے۔ جس طرح ہوئے، سب جانتے ہیں۔ آج تک پاکستانی تاریخ کے انتخابات میں یہ سب سے زیادہ دھاندلی زدہ اور بدنام ترین انتخابات تھے۔ اس میں عوام کے ایک بڑے حصے نے جبر، طاقت اور آلۂ کار سیاست سے اپنے تئیں غصے اور نفرت کا کھل کر اظہار کیا اور نظام کی سرپرستی میں انتخابات لڑنے والے کئی ایک سیاست دانوں کو خوب دُھول چٹائی ہے۔ اس شکست کو نظام کے طاقت ور عنصر کی شکست تصور کیا جا رہا ہے کہ وہ کرپٹ سیاست دانوں کی سرپرستی کرنے والا تصور ہوتا ہے اور پہلی بار پنجاب اور خیبر پختونخوا سے غیر معمولی تعداد میں طاقت کے استعمال کے خلاف عوام کی اکثریت کا اظہارِ رائے ہوا ہے، مگر اس نظام کی بُنت ہی ایسی ہے کہ اس میں عوامی رائے کی کوئی اہمیت نہیں ہے، بلکہ اس کے علی الرغم کام کرتا ہے۔

اس لیے یہاں کے نوجوانوں کو اب یہ سمجھ لینا چاہیے کہ آلۂ کار نظریے پر استوار ملک کا سارا سیاسی نظام، ظلم واستبداد اور جبر کا نمائندہ نظام ہے۔ چناں چہ انھوں نے کھلی آنکھوں سے مشاہدہ بھی کرلیا ہے کہ وہ کس طرح راتوں رات فارم 45 کے مطابق الیکشن جیتنے والوں کو فارم 47 میں انجینئرنگ کرکے الیکشن ہرا دیتا ہے اور نتائج کا راستہ اپنے حق میں ہموار کرلیتا ہے۔ اور ہمیشہ کی طرح کسی ایک پارٹی کو واضح اکثریت سے جیتنے کے بجائے الیکشن کے نتائج کو پروردہ نام نہاد سیاسی جماعتوں میں ایسے تقسیم کر دیتا ہے، تاکہ اس کے ذریعے اپنی حسبِ خواہش بیساکھیوں پر کھڑی ایک کمزور اور مخلوط حکومت بنوائی جائے، جسے ہر طرح سے کنٹرول میں رکھ کر حسبِ منشا کام میں لایا جاسکے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ کی طرح پاکستان میں ایک بار پھر بیرونی اور اندرونی مخصوص قوتوں نے ایک ایسے جانب دارانہ غیر شفاف الیکشن کا اہتمام کیا ہے، جس کے نتائج سے سیاسی استحکام کے بجائے ہم ایک نئے غیر مستحکم اور بے یقینی کے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔ اقتدار پر جھپٹنے والوں کے آگے ملک ایک بے جان لاشے کی طرح پڑا ہے۔ اس نام نہاد الیکشن کے بعد سیاسی گِدھ اس کو نوچنے کے لیے بے تاب ہیں۔ اب اس جانب دار اور غیر متوازن الیکشن نتائج کے بل پر اُردو محاورہ:

بھان مَتی نے کُنبہ جوڑا، کہیں کی اِینٹ کہیں کا رَوڑا

کے مصداق سیاسی بھان متی کے کنبے کے ذریعے ایک ایسی حکومت بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، جس کی لگامیں نظام کے ہاتھ میں رہیں گی اور جسے جب جس طرف چاہے ہانک لیا جائے گا۔ ایسی حکومت عوام کا تو کوئی مسئلہ حل نہ کرسکے گی، البتہ اپنی تجوریاں بھرنے اور ظلم کا بازار گرم کرنے کے لیے وہ ہمیشہ کی طرح تاک میں ہے۔ سیاست دانوں اور تجزیہ کاروں کی طرف سے ٹی وی شوز میں کس ڈِھٹائی سے آزاد اُمیدواروں کو خریدنے کی باتیں کی جا رہی ہیں، جب کہ انھیں اس الیکشن میں ''آزاد ممبرانِ اسمبلی'' بنانے کے لیے 1970ء کے الیکشن کی طرح بہت زیادہ انجینئرنگ کرنا پڑی، جو اُن کے جمہوری دعوؤں کی کھلی تردید ہے۔

موجودہ انتخابات، رائج مجرمانہ نظام کا 76واں سالہ ثمر ہے کہ جس کی خرابی کو اب ایک عام آدمی بھی ایک حد تک محسوس کرنے لگا ہے۔ اس سے اس بات کو بہ آسانی باور کروایا جاسکتا ہے کہ کس طرح 1970ء کے الیکشن میں شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ 160 سیٹوں کے باوجود اس نام نہاد جمہوریت میں اپنی حکومت نہ بنا سکی۔ تب بھی عوامی لیگ پر پابندی لگا کر اُس کے منتخب ممبرانِ اسمبلی کو ''آزاد'' قرار دے دیا گیا تھا۔ اس طرح غیر ملکی طاقتوں کے اشارے پر ملک توڑ کر ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی کو صرف 81 سیٹوں کے ساتھ پاکستان کا وزیر اعظم بنا دیا گیا۔

یہ نظام درحقیقت انگریز کے عہدِ غلامی کا تسلسل ہے۔ عہدِ غلامی کی نوآبادیاتی اسٹیبلشمنٹ سے لے کر موجودہ دور کے جدید نوآبادیاتی نظام کی عادات واطوار ایک ہی جیسے رہے ہیں۔ اس کی نفسیات ہمیشہ سے جبر، آمریت، دَھونس، دھاندلی اور معاشی و سیاسی قتل و غارت گری کی رہی ہیں، جو آج اپنی تمام تر خرابیوں کے ساتھ عروج پر ہیں۔ نظام پر قابض طاقت کے مراکز آج دنیا کو کس طرح باور کروا سکتے ہیں کہ انڈیا کشمیریوں کے حق رائے دہی کو نہیں مانتا۔ کیا پاکستانی نظام کی حقیقی مقتدرہ اپنی حدود میں اپنی رعایا کے حق رائے دہی کو ماننے کے لیے تیار ہے؟

اس حقیقت کا آج مقتدرہ کو جلد ادراک کرلینا چاہیے کہ نظام کے مردہ سیاسی وجود کو دَھونس اور دھاندلی کے طاقت کے انجکشن سے زیادہ دیر تک زندہ نہیں رکھا جاسکتا۔ نتائج بدلنے سے حقیقت نہیں بدلی جاسکتی، مگر یہ ایک المیہ ہے کہ حالات پر کنٹرول رکھنے والی قوتیں ہمیشہ طاقت کے نشے میں شعور کی بینائی سے محروم ہو جایا کرتی ہیں۔ اس الیکشن کے پراسیس کے حق میں رائے رکھنے والے عناصر سے آج کے نوجوان کو پوچھنا ہوگا کہ انھیں الیکشن پر اعتماد کرکے کیا ملا؟ اور ابھی ان کے مینڈیٹ کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے؟ اور یہ سوال حقیقت پر مبنی ہے کہ جب ہم جمہوری اصولوں پر حقیقی جمہوریت قائم نہیں کرسکتے تو ہمیں اربوں روپے کے اخراجات کے زیر بار ہو کر انتخابات کا ڈھونگ رچانے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم جمہوریت کے نام پر آلۂ کار ادارے کیوں بناتے ہیں؟ اور پھر دنیا بھر میں اپنا مذاق بنواتے ہیں۔

اس سارے کھیل میں نظام کے ساتھ مل کر نام نہاد سیاسی و مذہبی جماعتوں کا جبر و تشدد، آمریت، دَھونس اور دھاندلی کا ہنسی خوشی حصہ بن جانا کوئی تعجب کی بات نہیں، کیوں کہ یہ جماعتیں اور سیاست دان اسی نظام کے پیادے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت جاننا کوئی مشکل امر نہیں کہ یہ سیاسی جماعتیں نہیں، بلکہ مافیاز ہیں، جو نظام کی ملی بھگت سے عوام کی آنکھوں میں دُھول جھونکتی ہیں۔

بقیہ: صفحہ 11 پر

www.rahimia.org

افکارِ شاہ ولی اللہؒ

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

صفاتِ الٰہیہ میں غور و فکر سے متعلق احادیثِ قدسیہ

اِخبات الی اللہ کا خُلق حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی صفات میں غور و فکر اور تدبر ضروری ہے، اس کے لیے تلاوتِ قرآن حکیم کے ذریعے قرآنی آیات میں غور و تدبر کیا جاتا ہے۔ نیز احادیثِ قدسیہ میں بیان کردہ صفاتِ الٰہیہ پر غور و فکر بھی بڑا مفید ہے۔ اس حوالے سے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّةُ اللّٰہِ البالِغه'' میں فرماتے ہیں:

''(تدبر صفاتِ الٰہی کے لیے) قرآن حکیم کے علاوہ وہ احادیثِ قدسیہ ہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کی ہیں، درجِ ذیل ہیں:

(1۔ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو حرام قرار دیا ہے)

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ ''اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمھارے درمیان بھی اسے حرام قرار دیا ہے، اس لیے تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔

☆ اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو، سوائے اس کے جسے میں ہدایت دے دوں، اس لیے مجھ سے ہدایت مانگو، میں تمھیں ہدایت دوں گا۔

☆ اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو، سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں، اس لیے مجھ سے کھانا مانگو، میں تمھیں کھلاؤں گا۔

☆ اے میرے بندو! تم سب کے سب ننگے ہو، سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں، لٰہذا مجھ سے لباس مانگو، میں تمھیں لباس پہناؤں گا۔

☆ اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں ہی سب کے سب گناہ معاف کرتا ہوں، سو مجھ سے مغفرت مانگو، میں تمھارے گناہ معاف کروں گا۔

☆ اے میرے بندو! تم کبھی مجھے نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں رکھو گے کہ مجھے نقصان پہنچا سکو، نہ کبھی مجھے فائدہ پہنچانے کے قابل ہو گے کہ مجھے فائدہ پہنچا سکو۔

☆ اے میرے بندو! اگر تمھارے پہلے والے اور تمھارے بعد والے اور تمھارے انسان اور تمھارے جنات سب مل کر تم میں سے ایک انتہائی متقی انسان کے دل کے مطابق ہو جائیں تو اس سے میری حکومت اور ملک میں کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔

☆ اے میرے بندو! اگر تمھارے پہلے والے اور تمھارے بعد والے اور تمھارے انسان اور تمھارے جنات سب مل کر تم میں سے سب سے فاجر آدمی کے دل کے مطابق ہو جائیں تو اس سے میری حکومت اور ملک میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

☆ اے میرے بندو! اگر تمھارے پہلے اور تمھارے پچھلے اور تمھارے انسان اور تمھارے جنات سب مل کر ایک کھلے میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو اس کی مانگی ہوئی چیز عطا کر دوں تو اس سے جو میرے پاس ہے، اس میں اتنا بھی کم نہیں ہوگا جو اُس سوئی سے (کم ہوگا) جو سمندر میں ڈالی (اور نکال لی) جائے۔

☆ اے میرے بندو! (یہ جو کچھ تمھیں دیا جاتا ہے) یہ تمھارے ہی اُن اعمال کے نتائج کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا، جو میں تمھارے لیے محفوظ رکھتا ہوں۔ پھر میں اُن کا تمھیں پورا پورا بدلہ دیتا ہوں۔ پس جو آدمی خیر اور بھلائی کا نتیجہ پائے تو اُس کو چاہیے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے۔ اور جو آدمی خیر کے علاوہ نتیجہ پائے تو اُسے چاہیے کہ وہ صرف اپنے آپ کو ہی ملامت کرے''۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، باب تحریم الظلم: 6572)

(2۔ توبہ کی قبولیت کا ایک اہم واقعہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص تھا، اس نے ننانوے انسان قتل کیے۔ پھر اس نے زمین پر بسنے والوں میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کون ہے؟) اسے ایک راہب کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس آیا اور پوچھا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں، کیا اس کے لیے توبہ (کا کوئی راستہ) ہے؟ اس نے کہا: نہیں! تو اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور اس (کے قتل) سے سو قتل پورے کر لیے۔

اس نے پھر اہل زمین میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا۔ اسے ایک عالم کا پتہ بتایا گیا۔ تو اس نے (اس کے پاس جا کر) کہا: اس نے سو قتل کیے ہیں، کیا اس کے لیے توبہ (کا امکان) ہے؟ اس (عالم) نے کہا: ہاں! اس کے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ تم فلاں فلاں سرزمین پر چلے جاؤ، وہاں (ایسے) لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور اپنی سرزمین پر واپس نہ آؤ۔ یہ بُری سرزمین ہے۔

وہ چل پڑا، یہاں تک کہ جب آدھا راستہ طے کر لیا تو اسے موت نے آلیا۔ اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ شخص توبہ کرتا ہوا اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کر کے آیا تھا۔ اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے کبھی نیکی کا کوئی کام نہیں کیا۔ تو ایک فرشتہ آدمی کے روپ میں ان کے پاس آیا، دونوں طرف کے فرشتوں نے اسے اپنے درمیان (ثالث) مقرر کر لیا۔ اس نے کہا: دونوں زمینوں کا درمیانی فاصلہ ماپ لو، وہ دونوں میں سے جس زمین کے زیادہ قریب ہو تو وہ اسی (زمین کے لوگوں) میں سے ہوگا۔

فرشتوں نے مسافت کو ماپا تو اسے اس زمین کے قریب تر پایا جس کی طرف وہ جا رہا تھا، چناں چہ رحمت کے فرشتوں نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا''۔

حضرت قتادہؒ نے کہا: حسن (بصریؒ) نے کہا: ''(اس حدیث میں) ہمیں بتایا گیا کہ جب اسے موت نے آلیا تھا تو اس نے خود کو اپنے سینے کو (گھسیٹ کر گناہوں بھری زمین سے) دور کر لیا تھا''۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبہ، حدیث: 7008)

(أبواب الإحسان، باب: 3، بقيّةُ مَباحث الإحسان)

www.rahimia.org

اسلامی دور کی
ناقابلِ فراموش شخصیات

مفتی محمد اشرف عاطف، لاہور

مامون الرشید کا علمی ذوق

بیت الحکمت بغداد کا علمی ادارہ اگرچہ ہارون الرشید نے قائم کیا تھا، لیکن اس کو کمال کی بلندیوں تک پہنچانے اور ایک تحقیقی ادارہ بنانے کا سہرا مامون الرشید کے سر ہے۔ مامون الرشید کا علمی ذوق اعلیٰ درجے کا تھا، خصوصاً اسلامی علوم میں کمال درجے کی مہارت حاصل تھی۔ ایک واقعے سے ان کی علمی بلند پروازی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مولانا شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں کہ: جب مامون مصر کے دورے پر گئے تو ایک شخص ان کے پاس آئے اور ان کو مبارک باد دی کہ آج عراق، حجاز، شام اور مصر سب آپ کے زیرِ نگیں ہیں اور حضور ﷺ کے چچا کی اولاد ہونا اس پر مستزاد ہے۔

مامون الرشید نے کہا کہ: ہاں! بجا فرمایا آپ نے، مگر ایک آرزو ابھی باقی ہے کہ مجلسِ عام ہو، حدیث کے شائقین موجود ہوں اور احادیث لکھنے والے میرے سامنے بیٹھے ہوں۔ وہ احادیث کے بارے میں پوچھیں اور میں سند کے ساتھ ان کو احادیث بیان کروں۔ احادیث پر اس قدر عبور کی وجہ یہ تھی کہ وہ بچپن میں ہی اس وقت کے چوٹی کے محدثین سے احادیث حاصل کر چکے تھے۔

اب وہ علومِ عقلیہ خصوصاً فلسفے کی طرف مائل ہوئے۔ علومِ عقلیہ کی طرف میلان کی ایک وجہ تو ان کا طبعی رُجحان تھا، مزید یہ کہ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب تخت پر جلوہ افروز ہیں، مامون نے قریب جا کر پوچھا: آپ کا نام؟ تو تخت نشین نے کہا: ارسطو۔ مامون پر خوشی کی ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوئی۔ پھر سوال کیا کہ: حضرت! یہ بتائیے دنیا میں اچھائی و برائی کا معیار کیا ہے؟ تو ارسطو نے جواب دیا: جس کو عقلِ سلیم اچھا کہے، وہ اچھی ہے۔ مامون نے پھر کہا: مجھے کوئی نصیحت فرمائیے! تو کہا کہ: توحید اور اچھی صحبت کو لازم پکڑنا۔

مامون کا کچھ تو پہلے ہی علومِ عقلیہ کی طرف رُجحان تھا، کچھ اس خواب نے دلچسپی اَور بڑھا دی۔ صبح ہوتے ہی مامون نے قیصرِ روم کو خط لکھا کہ ارسطو کی جس قدر تصانیف مل سکیں دار الخلافہ بغداد کو روانہ کی جائیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمان خلفا کے معمولی خطوط بھی روم کے بادشاہوں کے لیے حکم کا درجہ رکھتے تھے۔ چناں چہ قیصر اس حکم پر عمل کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہوا، لیکن صورتِ حال یہ تھی کہ اس وقت فلسفہ اور دیگر علومِ عقلیہ روم اور اطرافِ روم میں گم نام ہو چکے تھے۔ تلاشِ بسیار کے بعد ایک راہب ملا، اس نے بتایا کہ یونان میں ایک مکان ہے جو قسطنطین کے زمانے سے بند ہے اور روم کے جتنے بھی حکمران اس کے بعد تخت نشین ہوئے، وہ اس مکان پر مزید تالے لگاتے گئے۔ قسطنطین نے فلسفے کی تمام کتابیں جو اس وقت دست یاب تھیں، اکٹھی کر کے اس مکان میں مقفل کردی تھیں کہ فلسفہ وحکمت عام ہوئے تو دینِ عیسوی کو سخت نقصان ہوگا۔

بقیہ: صفحہ 11 پر

ملکی معیشت

محمد کاشف شریف، اسلام آباد

الیکشن کے بعد

دُنیا میں یوکرین اور غزہ کے خطوں میں دو بڑی جنگیں لڑی جارہی ہیں، جنھوں نے مشرقِ وسطیٰ اور یورپ کے ایک بڑے حصے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ان جنگوں کو جاری رکھنا حقیقت میں ایک مشکل کام ہے۔ چناں چہ لڑائی کے میدان میں روایتی اور جدید ہائی ٹیک اسلحے کی سپلائی ایک مشکل، مہنگا اور پیچیدہ کام ہے۔ معاشی گراوٹ کے ان سالوں میں یہ جنگیں دراصل مغربی دنیا کے گلے کی ایک ہڈی بنتی چلی جارہی ہیں۔ خیال یہ کیا جاتا تھا کہ یوکرین کی جنگ چند ماہ میں ختم ہوجائے گی، لیکن اس کی طوالت یورپی ممالک کے بجٹ پر بوجھ بن چکی ہے۔ یہی حال امریکا کا بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یوکرین کی جانب سے امداد کا تقاضا بڑھتا جارہا ہے اور وہاں سے اس خدشے کا اظہار کیا جارہا ہے کہ امریکا اور یورپ کو روس سے مقابلے کے لیے کم از کم مزید دو سال تک اسلحے کی بلاتعطل سپلائی جاری رکھنی ہوگی، جب کہ سپلائی اور دفاعی معاونت کی موجودہ صورتِ حال اس تقاضے سے مطابقت نہیں رکھتی۔

دوسری طرف امریکا میں انتخابات کے سال کا آغاز ہوچکا ہے، جس کے اختتام پر ڈونلڈ ٹرمپ کی کامیابی کے امکانات کافی زیادہ ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ معاشی اضمحلال اور گراوٹ کے پیشِ نظر ٹرمپ اپنی صدارتی مہم میں اس بات کا اعادہ کررہا ہے کہ وہ ان دونوں جنگوں کو منطقی انجام تک پہنچائے گا اور نیٹو کا بوجھ کم کرے گا۔ اس حوالے سے ''امریکا سب سے پہلے'' کا نعرہ عوام میں زور پکڑ رہا ہے۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ سال 2024ء کے دوران ان جنگوں کو تکمیلی شکل دینے کی کوشش کی جائے گی، کیوں کہ ٹرمپ کی ناکامی کی صورت میں بھی نئے امریکی صدر پر ان غیرضروری اخراجات میں کمی کا دباؤ ہوگا، جو بالآخر ان خطوں کے حوالے سے کسی متبادل حکمتِ عملی کا اجرا کرے گا، جو بہرحال فوجی نہیں ہوگی۔ ایسی کوئی بھی پالیسی پاکستان کی سیاسی و معاشی صورتِ حال میں تبدیلی کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے، جس میں عالمی مالیاتی ادارے نسبتاً زیادہ سخت پالیسیوں پر عمل پیرا ہوں گے اور پاکستان میں موجود دائمی مالیاتی خسارے کو کم کرنے پر پہلے سے زیادہ زور دیں گے۔ ایسے میں عالمی کساد بازاری کے رُجحانات ہماری برآمدات پر مستقل دباؤ برقرار رکھیں گے اور ہماری بعد از الیکشن دھینگا مشتی اور دَھاندلی سے دُھندلائی ہوئی فضا ہمیں سر نہیں اٹھانے دے گی۔ کیوں کہ ان حالات میں کوئی ذی شعور و عقل' کم از کم پاکستان کا رُخ اپنی مالی بربادی کے لیے نہیں کرے گا، خواہ وہ کوئی عالمی مالیاتی ادارہ ہو یا ملک۔ اور کوئی ایسا کرے گا بھی تو محدود وقتی اور اتنی ضرورت کا' جو اس کے پہلے سے لگائے ہوئے مال کو بچا سکے۔ عوامی توقعات کے مطابق حکومت سازی ہی ایک ایسا عمل ہے، جو پاکستان کو اس مشکل سے نکال سکتا ہے، لیکن اس نظام کے ہوتے ہوئے یہ پاکستان میں پہلے ہوا ہے، نہ کبھی ہوگا۔

www.rahimia.org

عالمی منظرنامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

عالمی سیاسی عدمِ استحکام میں ملوث امریکی سازش

[روسی صدر وِلادی میر پیوٹن کا امریکی صحافی ٹکر کارلسن کو انٹرویو]

انٹرویوز اظہارِ خیال کا ایک اہم اور مؤثر ترین ذریعہ ہوتے ہیں۔ سوالات سے جہاں سوال کرنے والے کا نقطۂ نظر کھل کر سامنے آتا ہے تو دوسری طرف جواب دینے والے کے خیالات سے بھی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ انٹرویو بنیادی طور پر دو پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے: ایک تو سوال کرنے کے پہلو سے، دوسرا جواب دینے کی استعداد کے اظہار سے، لیکن بعض اوقات انٹرویو کی اہمیت اَور بھی بڑھ جاتی ہے جب جواب دینے والا کسی بڑے قد کاٹھ کا حامل ہو۔ اگرچہ کہی گئی بات اتنی بڑی اور اہم نہیں ہوتی، لیکن کہنے والے کے پیچھے جدوجہد کی ایک طویل تاریخ اور عملی اقدامات کا ایک وسیع و عریض سلسلہ موجود ہوتا ہے، جو بات کو طاقت وقوت فراہم کرتا ہے، جس سے بیان کیے گئے مؤقف کی اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے اور وہی بات اونچے درجے میں شمار ہونے لگتی ہے، جو سامعین کے لیے تحریک اور جاذبیت کا سامان پیدا کر دیتی ہے۔

ایک ایسا ہی انٹرویو 9/فروری 2024ء کو روسی صدر وِلادی میر پیوٹن اور ایک امریکی صحافی ٹکر کارلسن کے ساتھ منعقد ہوا، جس کے اہم مندرجات قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ امید ہے دوستوں کے لیے مفید ثابت ہوں گے۔ متمدن دنیا میں ضروری ہوتا ہے کہ جنگ کرنے سے قبل جنگ کرنے والے کا مؤقف سامنے آئے۔ جواز کا اگر تدارُک ہو جائے تو جنگ روکنے کا بندوبست ہو جاتا ہے، جس سے جنگ کی تباہ کاریوں کے مہلک نتائج سے بچنے کا اہتمام ہوسکتا ہے۔ اس انٹرویو کی ایک اہمیت یوں بھی ہے کہ یوکرین جنگ فروری 2022ء میں شروع ہوئی تھی۔ امریکی صحافی نے مغرب پر الزام لگایا ہے کہ سنہ 2022ء کے بعد سے کسی مغربی صحافی نے روسی صدر پیوٹن کا مؤقف جاننے کے لیے ان کا انٹرویو نہیں کیا۔ آج انھی حلقوں میں اس دعوے کو تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ مغرب کی کئی صحافتی تنظیموں نے الزام لگایا ہے کہ انھیں انٹرویو کے لیے وقت نہیں دیا گیا۔ ان تنظیموں میں بی بی سی سرِفہرست ہے۔ اس انٹرویو کو امریکا کی تاریخ کا سب سے اہم ترین قرار دیا گیا ہے۔ کیوں کہ اس انٹرویو کو روکنے کے لیے حتی المقدور کوششیں کی گئیں، لیکن یہ انٹرویو منعقد ہو کر رہا، جس نے امریکی معاشرے پر دور رس اور بڑے گہرے اثرات مرتب کیے۔ امریکی صحافی نے پیوٹن سے متعدد اہم سوالات کیے، جن پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ سوالات کا آغاز یوکرین جنگ سے ہوا، جو بعد میں مختلف جہتوں کے اعتبار سے آگے بڑھتا گیا۔

پیوٹن نے کہا کہ: میری یوکرین سے کوئی جنگ نہیں تھی۔ اصل کہانی تب شروع ہوئی، جب زیلنسکی ووٹ لے کر آیا تھا۔ وہ ایک مسخرہ تھا۔ سٹیج پر کامیڈین کے کردار ادا کرتا تھا۔ اپنے جسم کے مختلف حصوں کو ہلا جلا کر کامیڈی پیدا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ امریکی مقتدرہ کو ایک ایسے کردار کی ضرورت تھی، جو اُن کا آلہ کار بن سکے۔ وہ زیلنسکی کو اٹھا کر لائے، اسے پروموٹ کیا۔ زیلنسکی نے کہا آپ مجھے الیکشن جتوائیں۔ میں روس کے ساتھ ایسا Peace Agreement (امن معاہدہ) کروں گا، جس سے ہمیشہ کے لیے مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ نہ وہ ہم پر حملہ کرے گا اور نہ ہم اس پر حملہ کریں گے۔ اس طرح ہم امن کے ساتھ رہیں گے۔ جب وہ اسے لے آئے تو امریکا، یورپ، نیٹو، اسرائیل اور ان کے دوسرے اتحادیوں نے کہا کہ اب ہم اکٹھے ہیں، اب ہم نے جنگ کرنی ہے۔

پیوٹن نے کہا کہ: میرے معاملات تو ٹھیک چل رہے تھے۔ ہمیں اپنے (انٹیلی جینس) جاسوسوں کے ذریعے معلومات ملیں کہ امریکا اور اس کے اتحادی یوکرین کو نیٹو میں شامل کر کے روس پر حملہ کرنے والے تھے۔ ہمارے ملک کو توڑنے والے تھے۔

پیوٹن نے کہا کہ: لوگ پاگل ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ امریکا کو عوام چلاتے ہیں۔ امریکا کو عوام نہیں، بلکہ وہاں کی ایجنسیاں چلاتی ہیں، سی آئی اے چلاتی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ چلاتی ہے۔ یہ جو سیاست دان نظر آتے ہیں، یہ سارے مہرے ہیں۔ امریکا کی عدالتیں آزاد نہیں ہیں۔ وہ ساری سی آئی اے کے کنٹرول میں ہیں۔ میڈیا سی آئی اے کے کنٹرول میں ہے۔ نارڈ سٹریم پائپ لائن کو کس نے تباہ کیا؟ سی آئی اے نے تباہ کیا۔ کیوں تباہ کیا؟ تاکہ یورپ کو گیس نہ جاسکے۔ اس سے مجھے کیا مسئلہ؟ میرے پاس تو گیس ہے، میں تو یورپ کو گیس دینا چاہتا ہوں۔ ابھی بھی ہماری ہی گیس یورپ کو جا رہی ہے۔ انڈیا' یا مشرقِ وسطیٰ کے ذریعے ابھی بھی جا رہی ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ یورپ کو گیس دوں!

پیوٹن نے کہا کہ: آج میں امریکی عوام اور معاشرے سے پہلی مرتبہ مخاطب ہوں اور پوچھنا چاہتا ہوں کہ امریکی عوام سے وصول کردہ ٹیکسوں کے پیسے جو ٹریلین ڈالرز میں ہیں، وہ کہاں جاتے ہیں؟ عوام کی حالت بہتر بنانے کے بجائے اسے دنیا میں پیدا کردہ جنگوں پر کیوں خرچ کیا جاتا ہے؟ ان جنگوں سے پیسہ کون کماتا ہے؟ سی آئی اے دنیا کے اندر حکومتوں کے تختے اُلٹتی ہے، جنگیں کرواتی ہے۔ کتنی ہی دفعہ میری حکومت اُلٹنے کی کوشش کی گئی۔ 2014ء میں میری حکومت گرانے کی متعدد بار کوششیں کی گئیں۔ آپ کو معلوم ہے گزشتہ 20 سالوں میں سی آئی اے نے کتنی مرتبہ یہ کام کیا! پھر مجھے مارنے کی کوشش کی گئی! آپ کے ملک کے اندر یہ سارا کچھ ہو رہا ہے۔ آپ کا ملک مجھ سے کتنا دور ہے، میرے ملک کے معاملات میں اس کو کیا ضرورت ہے پینگیں ڈالنے کی؟

میں امریکی عوام سے پوچھتا ہوں: آپ کے ملک پر 33 ٹریلین ڈالر کا قرضہ ہے۔ آپ کے ملک کے بارڈر کے ایشو ہیں۔ آپ کے ملک میں مہنگائی بڑھی ہوئی ہے۔ آپ چاہے فوج سے کہیں، چاہے امریکی اسٹیبلشمنٹ سے پوچھیں کہ آپ ہمارا پیسہ جنگوں پر خرچ کرنے کے بجائے امریکی عوام پر کیوں خرچ نہیں کرتے؟ لیکن نہیں! دنیا کے اندر حکومتیں گرانی ہیں! ملک کا جو لیڈر اُن کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، یا تو اس کو مار دیتے ہیں، یا اس کی حکومت گرا دیتے ہیں، یا ملکوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

بقیہ: صفحہ 11 پر

www.rahimia.org

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

زمان و مکان سے تجلیاتِ الٰہی کا تعلق

۲۴؍ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ / 17؍ مارچ 2023ء کو حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

''اس کائنات میں زمان و مکان ایک بنیادی حقیقت رکھتے ہیں۔ ہم کسی نہ کسی زمانے اور کسی نہ کسی مکان یا جگہ میں ہیں۔ ٹائم اور سپیس دونوں کے بغیر کوئی چیز وجود میں نہیں آتی، نہ اپنا کوئی کردار ادا کر سکتی ہے۔ انسان کے جسمانی اعضا کسی نہ کسی وقت یا مکان میں کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں چلیں، جسم کام کاج کرے، بولے، گفتگو کرے، ہر چیز کی پیمائش ایک زمان اور ایک وقت سے متعلق ہے کہ کتنے منٹ گفتگو کی، کتنے منٹ بات کی، کتنے منٹ ہاتھ ہلے۔ آج تو وقت کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کی پیمائش کا بھی طریقہ کار ہمارے سامنے آ چکا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمان و مکان کو ہمارے لیے پیدا کیا ہے۔ خود ذاتِ باری تعالیٰ زمان و مکان کے دائرے سے بہت اوپر ہے، البتہ اس کی تجلیات، انوارات اور اس کا تیار کردہ پورا سسٹم کرۂ ارض کے زمان و مکان کے ساتھ تعلق رکھے ہوئے ہے۔ وہی اس کائنات کے ایک ایک ذرے کا نظام چلا رہا ہے، وہ مُدبِّرُ الخَلْق اور مُدبِّرُ الأمر ہے۔ اس پوری کائنات کے نظام کی باگ ڈور اسی کے قبضے میں ہے، جب پوری کائنات اپنی پوری وحدت کے ساتھ اللہ کے قائم کردہ سسٹم کے ساتھ مربوط ہے تو اس زمان و مکان کا بھی بڑا گہرا تعلق ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

جیسے دنیا میں ہر موجود چیز کے خواص و اثرات، مظاہر اور صلاحیتیں ہیں جو اس سے کبھی جدا نہیں ہوتیں، ایسے ہی زمان و مکان کے بھی اپنے کچھ خواص و اثرات ہیں۔ زمانے کے ہر لمحے، ہر آن، ہر وقت، ہر ہفتے، ہر مہینے، ہر سال اور ہر صدی کی اپنی ایک مخصوص خصوصیت ہے، جب بھی وہ زمانہ پایا جائے گا تو اس کی ہر ایک لمحے کی خاص تاثیر ہوگی۔ زمان و مکان کی ایک وہ تاثیر ہے جو ہمیں طبیعاتی قوانین سے معلوم ہوتی ہے۔ ایک وہ تاثیر ہے جو علم نجوم کے ماہرین ستاروں کے بدلنے اور اُن کی گردش کی اساس پر معلوم کرتے ہیں۔

حنیفی انبیاؑ کے ہاں زمان و مکان کی ایک وہ تاثیر ہے جو ملاءِ اعلیٰ یعنی اس نظامِ شمسی یا اس مادی کائنات سے اوپر اللہ کی نورانی طاقتوں اور قوتوں سے وجود میں آتی ہے۔ اس تاثیر کا ادراک وہ لوگ کرتے ہیں جن کا اللہ سے بہت اعلیٰ درجے کا تعلق ہوتا ہے۔ یہ تاثیرات انبیاء علیہم السلام کے قلوب پر وجدانی طور پر ایسے منکشف ہوتی ہیں جیسے ایک بھوکے آدمی کو بھوک محسوس ہوتی ہے۔ ایک مسلمان جب ان انبیاؑ کے واسطے سے قرآن و حدیث میں غور و فکر کرتا ہے تو اس پر بھی ان ایام و اوقات، سالوں اور مہینوں کے اثرات منکشف ہوتے ہیں اور ان کی خصوصیات سے وہ مستفید ہوتا ہے''۔

رمضان المبارک کی دو اہم خصوصیات

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے جب زمانہ پیدا کیا، آسمان و زمین بنائے، اور سورج نے پہلی گردش کی تو اللہ نے اس زمانے کو بارہ مہینوں میں تقسیم کر دیا۔ اس تقسیم کو کبھی بدلا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح جب کائنات میں آگ، پانی، مٹی وغیرہ، تمام چیزوں کے خواص اور تاثیرات پیدا کیں تو ساتھ میں انسانوں کی انسانیت کو برقرار رکھنے کے لیے ان بارہ مہینوں کے خواص بھی اللہ تعالیٰ نے متعین کر دیے۔ اسی لیے قرآن حکیم میں خود ساختہ اور خواہشات کی بنیاد پر ''نسیء'' یعنی مہینوں کے رد و بدل کرنے کو کفر و ضلالت اور ان کے خواص و تاثیرات کا انکار کرنا قرار دیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کو ان بارہ مہینوں کی خصوصیات پر پورا یقین ہونا ضروری ہے۔ ان میں سے اللہ نے چار مہینے (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب) حرمت والے مقرر کیے۔ یہ مہینے انسانیت کے احترام میں جنگ روکنے، لڑائی جھگڑوں سے بچنے، لوگوں کو امن دینے وغیرہ سے عبارت ہیں۔ اسی طرح ایک اہم مہینہ رمضان المبارک بھی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اہم خصوصیات اور تاثیرات رکھی ہیں، جو تمام انبیا علیہم السلام کے زمانوں میں مخصوص انداز میں اپنا ظہور کرتی رہی ہیں۔

رمضان المبارک کی خصوصیت دو حوالوں سے بڑی بنیادی اہمیت رکھتی ہیں:

ایک تو یہ کہ اس ماہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے انسانیت کے ساتھ تعلق کی ایسی خاصیت ہے، جس میں روزے دار کی روح کا براہ راست اللہ سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ یہ ایسا موسم ہے کہ جس میں انسانوں کے اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچنے کی ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔ اسی لیے روزے کا بدلہ بھی خود اللہ تعالیٰ عنایت فرماتے ہیں۔

دوسری اہم ترین بات یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے سے تعلق قائم کرنے کے لیے انبیا علیہم السلام پر نازل ہونے والی کتابوں کو انسانوں کے لیے واسطہ اور ذریعہ بنایا ہے۔ اللہ نے یہ ایک ایسا مخصوص مہینہ مقرر کیا ہے، جس میں تمام الٰہی کتابیں انبیاؑ کے قلوب پر نازل ہوئی ہیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحفِ ابراہیم نازل ہونے کا آغاز رمضان میں ہوا۔ چناں چہ رمضان المبارک کی سات، آٹھ تاریخ کو تورات، بارہ تیرہ تاریخ کو انجیل، اور اگلے چھ سات دنوں میں زبور اور آخری عشرے میں لیلۃ القدر میں قرآن حکیم نازل ہوا۔ آیت میں ذکر کردہ ''قرآن'' سے اگر مطلق کتاب اللہ مراد لی جائے اس میں تمام کتبِ الٰہی شامل ہیں، یعنی تمام کتابوں کا آخری ایڈیشن نازل ہوا۔

قرآن کی روحانیت اپنا ایک مستقل وجود اور تاثیر رکھتی ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں قرآن کی یہ روحانیت انسانی قلوب کو اللہ کی طرف کھینچنے کے لیے اپنی تاثیرات کے ذریعے بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس ماہ مبارک میں قرآن حکیم کی تلاوت میں مشغولیت اور روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا، جس کے ذریعے سے انسان اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ براہِ راست جڑ جاتا ہے''۔

www.rahimia.org

اوقات کی تاثیرات کا حکمت و فلسفہ

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’ابن آدم کا ہر عمل اُس کا ہے، سوا روزہ کے، کہ یہ میرا ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا‘‘۔ (صحیح بخاری: 5927) روزہ اللہ اور بندے کے درمیان ایک ایسا رشتہ اور تعلق پیدا کرتا ہے کہ جس کا انعام براہِ راست اللہ تعالیٰ خود دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں اس روزے کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی انسان یا کسی اَور مخلوق کو پتہ نہیں چل سکتا۔ ایسے بہت سے لمحات آتے ہیں کہ جہاں روزے دار کو کوئی انسان نہیں دیکھ رہا ہوتا تو اس حالت میں وہ اپنی خواہش پوری کر سکتا ہے، کھا پی سکتا ہے، لیکن وہ محض اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رُکا رہتا ہے، جس کی وجہ سے انسانی نفس کی روحانیت اس درجے بڑھتی ہے کہ اس کی پیمائش فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔

رمضان المبارک کے ایام کی خاصیت یہ ہے کہ ان اوقات میں روزہ رکھنے سے تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے۔ اس خاصیت کی اساس پر انسانوں کے اجتماعی نظام کو منظم کرنا لازمی اور ضروری ٹھہرا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس ماہ میں اللہ سے تعلق قائم کرنے کے لیے مغرب سے لے کر فجر تک کا تنہائی کا وقت ہے۔ عشا کے بعد کی تراویح میں اور رات کے وقت قرآن کا پڑھنا سنت قرار دیا گیا ہے، البتہ چوبیس گھنٹے کوئی آدمی قرآن حکیم کی جس وقت بھی تلاوت کرے تو یہ تلاوت وجودِ قرآنی کے ساتھ انسانی قلب کا ایک خاص تعلق قائم کر دیتی ہے۔ یہ اس رمضان المبارک کے مہینے کی خصوصیت ہے کہ اس کا دن اور رات روحانیتِ قرآن پیدا کرنے میں بڑا بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

ابراہیمی تحریک کا بنیادی اساسی اصول یہ ہے کہ انسان اللہ سے اپنا تعلق قائم کرے، اس اُصول پر عمل کرنے کے لیے ایک نظام کی ضرورت تھی۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے انسانیت کے لیے تہذیبِ نفوس کے ساتھ ساتھ نظام المدینۃ و الملّۃ یعنی ملکی نظم و نسق اور ملت کی سیاست بھی قائم کی۔

جیسے ایک مادی نقطۂ نظر سے غور و فکر کرنے والا شخص مادی چیزوں کی کیلکولیشن کر کے اس کا ڈیٹا جمع کر کے کچھ خواص و تاثیرات معلوم کرتا ہے اور پھر ان خواص و تاثیرات کی اساس پر انسان کے لیے اس چیز سے استفادے کا ایک نظام بناتا ہے، مثلاً آگ کا ڈیٹا جمع کر کے یہ معلوم کرتا ہے کہ آگ سے کس کس طرح استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس تجربے اور مشاہدے کی بنیاد پر اس شعبے کے ماہرین نے بتلایا کہ اتنی ڈگری آگ ہو تو مثلاً فلاں چیز پک سکتی ہے اتنی ڈگری ہو تو فلاں چیز بن سکتی ہے وغیرہ۔

اسی طرح انبیا علیہم السلام نے الٰہی تعلیمات کے مطابق انسانوں کی تہذیب کے لیے سسٹم بنائے۔ ملتِ ابراہیمیہ حنیفیہ میں توحید اور تعلق مع اللہ اصل تھا، انبیا علیہم السلام نے اوقات کی خصوصیات و تاثیرات معلوم کیں اور ان کی بنیاد پر اس کا عملی نظام بنایا۔ اس نظام میں رمضان المبارک کے اوقات و ایام بڑی اہمیت رکھتے ہیں‘‘۔

استقبالِ رمضان کی ضرورت و اہمیت

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’مسلمان وہ ہے جو ماہ رمضان المبارک کی قدر کرے، اس کی عظمت اپنے دل میں پیدا کرے، خوش دلی سے اس کا استقبال کرے۔ قرآن حکیم کے فہم و شعور سے اپنے آپ کو وابستہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے‘‘۔ اسی طرح فرمایا: جس نے رمضان المبارک میں قیام کیا، تلاوت قرآن حکیم کی اجتماعیت کے ساتھ قائم رہا، نظم کے ساتھ جڑا رہا اور تراویح کا اہتمام کیا تو اس کے بھی تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری: 1901)

شعبان کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ رمضان کی تیاری شروع کر دیتے تھے۔ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اس کے شروع ہونے سے پہلے ہمیں بھی اس کی تیاری کرنا ضروری ہے۔ رمضان کی تیاری یہ نہیں کہ کھانے پینے کی اشیا ذخیرہ کر لی جائیں، بلکہ اپنے نفس اور اپنی روح کو منظم کرنے کے لیے کمر کس لینا اصل تیاری ہے۔ اپنی نیتوں کو خالص کرنا اور یہ عزم و ارادہ کرنا چاہیے کہ رمضان کے اوقات کی تاثیرات سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ جب انسان یہ عزم کر کے رمضان المبارک میں نیک اعمال کرتا ہے تو اسے بھی وہ وجدانی لذت اور شرح صدر حاصل ہوتا ہے جو انبیا اور اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے۔ مکمل طور پر نہ سہی، لیکن کچھ نہ کچھ حصہ تو ضرور ملتا ہے۔

اسی لیے رمضان المبارک میں ہمارے بزرگوں کا طریقۂ کار اجتماعیت کو قائم کرنے کا رہا ہے کہ جس میں تمام دوست احباب ایک جگہ پر جمع ہو کر ایک اجتماعیت کی صورت اور اس کے زیرِ سایہ رمضان کے معمولات ادا کرتے ہیں۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ایک چراغ اکیلا جل رہا ہو اس کی روشنی مدھم ہوتی ہے اور بہت سارے چراغ جل رہے ہوں تو پورا ماحول جگمگ جگمگ کر رہا ہوتا ہے اور ہر ایک چراغ، دوسرے کی روشنی سے بھی روشن ہو رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح اکٹھے مل کر عبادت کرنے سے اس کی نورانیت اور تاثیر مزید بڑھ جاتی ہے۔ اسی لیے شریعت نے عبادات کے لیے اجتماع کو لازمی قرار دیا ہے، چاہے وہ نماز ہو، حج ہو، اعتکاف ہو، یا دیگر عبادات ہوں۔

رمضان المبارک بہت قریب آ چکا ہے، اس لیے ہمیں ابھی سے عزم کر کے ادارہ رحیمیہ کے اجتماعی ماحول میں جتنی توفیق ہو شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جو شامل نہ ہو سکیں، وہ اپنی اپنی جگہ پر اپنی اپنی اجتماعیت سے جڑ کر اجتماعی ماحول میں روزے اور تراویح کا خاص طور پر اہتمام کریں۔ اسی طرح قرآن حکیم کے مطالب و مفاہیم کو سمجھنے اور اس کے مطابق اجتماعی کردار ادا کرنے کے لیے کمر کس لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہینے کی پوری طرح قدر کرنے، اس کی عظمت اپنے دلوں میں پیدا کرنے، اس کے مطابق عملی کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے‘‘۔ (آمین!)

www.rahimia.org

احکام و مسائل رمضان المبارک

از حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

۱۔ ہر مسلمان مرد و عورت، عاقل، بالغ پر رمضان المبارک کے روزے رکھنا فرض ہے۔

۲۔ شریعت میں روزے کا مطلب ہے کہ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانا، پینا اور جماع کرنا چھوڑ دیا جائے۔

۳۔ رمضان المبارک میں کسی مجبوری کی وَجہ سے روزہ چھوٹ جائے تو رمضان کے بعد اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔

۴۔ حالتِ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، لیکن اس کی قضا ضروری ہے۔

۵۔ حالتِ سفر میں اگر روزہ سے کوئی تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔ اگر روزہ نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ رمضان شریف کی فضیلت سے محرومی ہے۔

۶۔ بغیر کسی وَجہ کے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے۔

۷۔ اگر روزہ دار کو بھول کر کھاتے پیتے دیکھا اور روزہ دار کو روزہ کی وَجہ سے تکلیف نہیں ہے تو اس کو یاد دلانا واجب ہے۔

۸۔ اگر کسی نے کسی وَجہ سے روزہ نہ رکھا تو احترامِ رمضان کا تقاضا ہے کہ لوگوں کے سامنے کچھ کھائے پیئے نہیں۔

۹۔ رمضان المبارک کے روزہ میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور سحری کے وقت ”وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ“ پڑھنا مستحب ہے۔

۱۰۔ اگر رات سے رمضان المبارک کے روزے کی نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو 10، 11 بجے تک نیت کر لینا درست ہے۔

۱۲۔ اگر رمضان المبارک کے مہینے میں نفل، قضا یا نذر کے روزے کی نیت کی، تب بھی رمضان کا روزہ ادا ہوگا۔

۱۳۔ سحری کھانا سنت ہے۔ اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم از کم دو تین کھجوریں ہی کھا لے۔ یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھا لے۔ کچھ نہ سہی تو پانی ہی پی لے۔

۱۴۔ سحری میں جہاں تک ہو سکے، دیر کر کے کھانا بہتر ہے، لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح صادق ہونے لگے اور روزے میں شبہ پیدا ہو جائے۔

۱۵۔ جب سورج ٹھیک غروب ہو جائے تو فوراً روزہ کھولنا مسنون ہے، دیر کر کے کھولنا مکروہ ہے۔

۱۶۔ جب تک سورج کے غروب ہونے میں شبہ رہے، تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔ سورج غروب ہونے کا تعلق مشاہدے سے ہوتا ہے، جب کہ آج کل عام طور پر ایسا نہیں کیا جاتا۔ خاص طور پر بڑے شہروں میں کہ آسمان صاف نہیں ہوتا، بلکہ دائمی جنتریوں کو سامنے رکھتے ہوئے گھڑیوں سے اوقات دیکھ کر روزہ افطار کیا جاتا ہے۔ اس لیے فلکیاتی حساب سے دائمی جنتریوں میں مطبوعہ اوقات میں دو سے پانچ منٹ کی احتیاط کر کے روزہ افطار کرنا چاہیے۔

۱۷۔ کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا مستحب ہے، لیکن اگر کسی دوسری چیز سے افطار کیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۱۸۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے: ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ، وَبِکَ آمَنْتُ، وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ.“ اگر کسی کو یہ دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں روزہ افطار کرنے پر خدا کا شکر بجا لائے۔

۱۹۔ درجِ ذیل تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ مکروہ ہوتا ہے:

- ☆ اگر بھول کر کھا لے یا پی لے یا جماع کر لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔
- ☆ اپنے آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے قے تھوڑی ہو یا زیادہ۔
- ☆ سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا، یا حلق میں از خود دھواں یا گرد و غبار وغیرہ کا چلا جانا۔
- ☆ دانتوں میں گوشت وغیرہ کا ریشہ، جو چنے سے کم ہے، اس کو باہر نکالے بغیر نگلنا۔
- ☆ لعاب نگلنا، زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا۔
- ☆ روزے میں تازہ یا خشک مسواک کرنا، اگرچہ نیم کے درخت کی ہو۔
- ☆ گرمی یا پیاس کی وَجہ سے غسل کرنا، خواہ کئی بار ہی کیوں نہ ہو۔

۲۰۔ درجِ ذیل صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہو جاتی ہے:

- o کلی کرتے وقت بلا اِرادہ حلق میں پانی اُتر جانا۔
- o خود بہ خود قے آئی اور جان بوجھ کر حلق میں لوٹا لی۔
- o اپنے اختیار سے منہ بھر کر قے کر ڈالی۔
- o کان میں تیل ڈال لینا، ناک میں ناس لینا، سگریٹ یا حقہ پینا۔
- o دانتوں سے نکلے ہوئے خون کو نگل لینا جب کہ خون تھوک پر غالب ہو۔
- o بھولے سے کچھ کھا پی لیا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا، پھر جان بوجھ کر کھا یا پی لینا۔
- o یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی، سحری کھا لی، پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔
- o بادل یا آسمان پر غبار کی وَجہ سے یہ سمجھا کہ آفتاب غروب ہو گیا، روزہ افطار کر لیا حالانکہ ابھی دن باقی تھا۔

۲۱۔ درجِ ذیل وہ صورتیں، جن میں کفارہ بھی واجب ہوتا ہے:

رمضان المبارک کا روزہ جان بوجھ کر توڑنے سے کفارہ لازم آ جاتا ہے، جو دو مہینے لگاتار روزے رکھنا ہے۔ اگر یہ طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام کھانا کھلائے یا ایک روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت انھیں ادا کرے۔ اگر ایک ہی رمضان کے دو تین روزے توڑ ڈالے تو بھی ایک ہی کفارہ کافی ہو جائے گا۔

۲۲۔ جس کو اتنا بڑھاپا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی، یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھا ہونے کی اُمید نہیں رہی اور روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے تو وہ روزہ نہ رکھے۔ اور ہر ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا (1700 گرام) غلہ یا اس کی قیمت بہ طورِ فدیہ ادا کرے۔

www.rahimia.org

خوش خبری

قیامِ رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ/2024ء

اگلے مہینے سے رحمتوں اور برکتوں والا ماہِ رمضان المبارک شروع ہورہا ہے۔ ہمیشہ سے اکابر اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں پوری یکسوئی کے ساتھ توجہ الی اللہ کے لیے کسی ایک ہی جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور اس کو صفائے باطن کے لیے بڑا اکسیر سمجھتے ہیں۔ مشائخ رائے پور اور ان سے تعلق رکھنے والے احباب کا گزشتہ تقریباً ڈیڑھ صدی سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں رجوع اِلی اللہ اور سالکین و طالبین کی تربیت کے لیے اجتماعی طور پر کسی ایک جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور رمضان المبارک کے قیمتی اوقات میں اپنی روحانی تربیت کے حوالے سے ذکر و فکر، تزکیہ عمل اور تصفیہ باطن کا نہایت درجہ اہتمام کرتے رہے ہیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ سمیت تمام مشائخ رائے پور اپنی تمام عمر اس معمول پر مسلسل عمل پیرا رہے۔ انھیں حضراتِ مشائخ کے معمول کے مطابق ان کے جانشین اور موجودہ مسند نشین خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ

ماہِ رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ (12/مارچ تا 10/اپریل 2024ء)

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام فرما ہوں گے۔ ان کے ساتھ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے خلفائے کرام: حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر، حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہم العالی اور دیگر سینئر حضرات بھی قیام رمضان المبارک کے معمولات میں شریک ہوں گے اور احباب کی رہنمائی کریں گے۔

ملک بھر سے تعلق رکھنے والے احباب اپنی اخلاقی و روحانی اور علمی و شعوری ترقی کے لیے اس ماہِ مبارک کے دوران مشائخ رائے پور کی معیت و صحبت میں روحانی اجتماع کے تربیتی معمولات اور مجالس علم و عرفان میں استفادے کے ذریعے رضائے الٰہی اور دُنیوی اور اُخروی کامیابی کے حصول کے لیے کوشاں ہوں گے۔

ادارہ رحیمیہ کے ریجنل مراکز میں معمولاتِ ماہِ رمضان: گزشتہ سالوں کی طرح حسبِ معمول اس سال بھی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے تمام ریجنل کیمپسز؛ کراچی، سکھر، ملتان، صادق آباد، راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ میں بھی ماہِ رمضان المبارک کے معمولات حسبِ معمول جاری رہیں گے۔

نوٹ: ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام رمضان المبارک کے حوالے سے مناسب انتظامی و رہائشی ہدایات سے بروقت آگاہ کر دیا جائے گا۔

احباب دفترِ انتظامیہ سے رابطے میں رہیں۔

[رابطہ نمبر: 0321-6455369]

بقیہ:

فاسد نظام کی آلۂ کار انتخابی سیاست کا بھیانک چہرہ

آج کل 1973ء کے آئین کے تناظر کی شہرت رکھنے والی نیم سیاسی مذہبی شخصیت اور اسی نظام کی چھتر چھاؤں کے نیچے پرورش پانے والی دیگر کئی سیاسی شخصیات کے دھاندلی پر انکشافات اور ٹسوے بہانے کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ اُس پارٹی کے حق میں دھاندلی کی جائے وہ دھاندلی نہیں کہلاتی اور اگر انھیں دھاندلی میں حصہ نہ ملے تو وہ اپنا مول بڑھانے کے لیے درپردہ رازوں سے پردے سرکانے شروع کر دیتی ہیں، حال آں کہ وہ خود سائفر سازش کے تحت رجیم چینج کے عمل کا نمایاں حصہ تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر مفاد پورا ہو جائے تو جھوٹ بھی سچ ہے۔ بس ملک کی سیاسی جماعتوں کی یہی وہ حقیقت ہے جس کے لیے آج کے نوجوانوں پر اس عیار نظام کے حربوں کو سمجھنا اور سمجھانا واجب ٹھہرتا ہے۔ کیوں کہ ع

غیر ممکن ہے کہ حالات کی گتھی سلجھے
اہلِ دانش نے بہت سوچ کے اُلجھائی ہے

اس الیکشن پروسیس سے مزید کوئی اُمید لگانا' اس نظام سے مزید دھوکہ کھانے کے مترادف ہے۔ اس نے اپنے سے اُمید رکھنے والوں کو مزید تھکانے کا پورا بندوبست کیا ہوا ہے کہ ابھی جیتنے والی جماعت کے اُمیدواروں نے الیکشن ٹریبونلز اور پھر عالیہ اور عظمیٰ کی در در کی ٹھوکریں کھانی ہیں کہ اس ملک میں ان کے فیصلوں اور حربوں کی تباہ کاریوں کی تاریخ باشعور سیاسی سوچ رکھنے والے افراد سے کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ (مدیر)

بقیہ:

مامون الرشید کا علمی ذوق

راہب کی نشان دہی پر اس مکان کے تالے کھولے گئے تو بہت سی کتابیں محفوظ ملیں، لیکن قیصر کو اب یہ خدشہ ہوا کہ مسلمانوں کے ساتھ ایسی فیاضی کہیں مذہبی طور پر ممنوع نہ ہو۔ مشیروں سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا کہ: یہ کتابیں بھجوانے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ کہا کہ فلسفہ مسلمانوں میں پھیلا تو اُن کے مذہبی جوش و خروش کو ٹھنڈا کر دے گا۔ اس پر قیصر نے وہ تمام کتابیں پانچ اونٹوں پر لاد کر مامون کے پاس روانہ کر دیں۔ مامون نے تمام کتابوں کا عربی میں ترجمہ کروایا۔ اس کام پر مشہور فلسفی یعقوب بن اسحاق کندی کو مامور کیا، جو خود کئی زبانوں کا ماہر اور علمی تحقیق و ریسرچ پر ایک اتھارٹی مانا جاتا تھا۔

بقیہ:

عالمی سیاسی عدمِ استحکام میں ملوث امریکی سازش

دنیا میں سب سے زیادہ دہشت گردی سی آئی اے کرواتی ہے۔ آپ مجھے بتا دیں کہ ہتھیار یوکرین کے اندر دیے جاتے ہیں، تاکہ رشیا کو مارو۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ جب مجھے مارنے کے لیے اقدامات اٹھائے جائیں تو کیا میں اپنا دفاع نہ کروں؟! آپ کو معلوم ہے کہ اٹھارہ ماہ پہلے میں تو جنگ بند کرنے کو تیار تھا، لیکن امریکا نے کہا کیوں جنگ بند کی جائے؟ حال آں کہ ہمارے ہتھیار بکتے ہیں۔ ہماری اسلحہ بنانے والی فیکٹریاں چلتی ہیں۔ میں جنگ بند کرنے کو تیار ہوں، بس ایک کام کریں کہ اپنی اسٹیبلشمنٹ کو کہیں کہ ہتھیار دینا بند کر دیں ہم آج ہی بیٹھ کر بات چیت کرنے کو تیار ہیں۔

www.rahimia.org

Monthly RAHIMIA Lahore CPL No. 59

نقشہ اوقات سحروافطار رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ/مارچ، اپریل 2024ء

سکھر		کراچی		کوئٹہ		پشاور		ملتان		اسلام آباد		لاہور		ایام	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری
افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	دن	مارچ/اپریل	رمضان المبارک
6:36	5:17	6:41	5:27	6:41	5:24	6:21	5:03	6:22	5:06	6:15	4:57	6:11	4:54	منگل	12	یکم
6:37	5:16	6:42	5:25	6:41	5:23	6:22	5:01	6:23	5:04	6:16	4:56	6:12	4:52	بدھ	13	2
6:37	5:15	6:42	5:24	6:42	5:21	6:22	5:00	6:23	5:02	6:16	4:54	6:13	4:50	جمعرات	14	3
6:38	5:14	6:43	5:23	6:43	5:20	6:23	4:59	6:24	5:02	6:18	4:53	6:13	4:50	جمعۃ المبارک	15	4
6:39	5:12	6:43	5:22	6:43	5:19	6:24	4:57	6:24	5:00	6:18	4:52	6:14	4:49	ہفتہ	16	5
6:39	5:11	6:44	5:21	6:44	5:18	6:25	4:56	6:25	4:59	6:20	4:51	6:14	4:47	اتوار	17	6
6:40	5:10	6:44	5:20	6:44	5:16	6:25	4:55	6:26	4:58	6:20	4:50	6:16	4:45	سوموار	18	7
6:40	5:09	6:45	5:19	6:45	5:15	6:26	4:53	6:27	4:57	6:21	4:48	6:16	4:44	منگل	19	8
6:40	5:08	6:45	5:18	6:45	5:14	6:27	4:51	6:27	4:55	6:21	4:47	6:16	4:42	بدھ	20	9
6:41	5:06	6:46	5:17	6:46	5:13	6:28	4:50	6:28	4:54	6:23	4:45	6:17	4:42	جمعرات	21	10
6:41	5:05	6:46	5:16	6:47	5:11	6:29	4:49	6:28	4:53	6:23	4:44	6:18	4:42	جمعۃ المبارک	22	11
6:42	5:04	6:47	5:14	6:48	5:10	6:30	4:47	6:29	4:52	6:24	4:42	6:18	4:39	ہفتہ	23	12
6:42	5:03	6:47	5:13	6:49	5:08	6:31	4:45	6:30	4:50	6:24	4:41	6:19	4:37	اتوار	24	13
6:43	5:02	6:48	5:12	6:49	5:07	6:31	4:44	6:30	4:49	6:26	4:39	6:20	4:36	سوموار	25	14
6:43	5:00	6:48	5:11	6:50	5:05	6:33	4:42	6:32	4:47	6:27	4:37	6:21	4:35	منگل	26	15
6:44	4:59	6:48	5:10	6:50	5:05	6:33	4:41	6:32	4:46	6:27	4:36	6:21	4:34	بدھ	27	16
6:45	4:58	6:49	5:09	6:51	5:03	6:34	4:39	6:33	4:44	6:28	4:34	6:22	4:32	جمعرات	28	17
6:46	4:56	6:49	5:08	6:51	5:02	6:34	4:38	6:33	4:44	6:29	4:33	6:22	4:31	جمعۃ المبارک	29	18
6:46	4:55	6:50	5:07	6:52	5:01	6:35	4:36	6:34	4:42	6:30	4:31	6:23	4:29	ہفتہ	30	19
6:47	4:54	6:50	5:06	6:53	4:59	6:36	4:35	6:34	4:42	6:30	4:30	6:24	4:28	اتوار	31	20
6:47	4:53	6:51	5:04	6:53	4:58	6:36	4:34	6:35	4:40	6:31	4:29	6:24	4:27	سوموار	یکم اپریل	21
6:47	4:52	6:51	5:03	6:54	4:56	6:38	4:32	6:36	4:38	6:32	4:27	6:26	4:25	منگل	2	22
6:48	4:51	6:51	5:02	6:54	4:55	6:38	4:31	6:36	4:37	6:32	4:26	6:26	4:24	بدھ	3	23
6:49	4:49	6:51	5:01	6:55	4:54	6:39	4:30	6:36	4:35	6:33	4:24	6:27	4:23	جمعرات	4	24
6:49	4:48	6:52	5:00	6:56	4:53	6:39	4:28	6:37	4:34	6:34	4:23	6:27	4:21	جمعۃ المبارک	5	25
6:50	4:47	6:52	4:59	6:56	4:51	6:40	4:27	6:37	4:33	6:35	4:21	6:28	4:20	ہفتہ	6	26
6:50	4:46	6:53	4:58	6:57	4:50	6:41	4:25	6:38	4:32	6:35	4:20	6:28	4:18	اتوار	7	27
6:51	4:44	6:53	4:57	6:57	4:48	6:42	4:23	6:39	4:30	6:36	4:18	6:29	4:17	سوموار	8	28
6:51	4:43	6:54	4:56	6:58	4:47	6:42	4:22	6:40	4:29	6:37	4:17	6:30	4:16	منگل	9	29
6:52	4:42	6:54	4:55	6:58	4:46	6:43	4:21	6:41	4:27	6:37	4:15	6:31	4:14	بدھ	10	30

نوٹ: یہ نقشہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی زیرِنگرانی ترتیب دیا گیا ہے۔اس میں دو منٹ کی احتیاط پیش نظر رہنی چاہیے۔

مدیرِاعلیٰ مفتی عبدالخالق آزادطابع وناشر نے اے۔جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "رحیمیہ"، رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئنیز روڈ لاہور سے جاری کیا۔